☆ڈاکٹر محمد شعیب

اِسلامی نظام عدل میں فراست کی اہمیت

لغوی مفہوم: لغت میں فراست سے مراد دانائی اور فہم وشعور ہے۔[۱] المنجد میں ہے نظر کا جمنا، کسی چیز پر ظاہر نظر سے اس کے باطن کا حال معلوم کرنا، کسی کے اندر علامت سے خیر دیکھنا[۲] فراست اسم مئونث ہے فرہنگ آصفیہ میں اس کے معنی سرعت فہم، ادراک، زیرکی، دانائی، تیز فہمی، عقلمندی، سمجھ، قیافہ شناسی، کسی شخص کی صورت دیکھ کر سیرت معلوم کر لینا کے ہیں۔[۳]

اصطلاحی مفہوم: اصطلاح میں اس سے مراد مخفی اُمور پر ظاہری نشانیوں کے ذریعے استدلال کرنا ہے وفی الاصطلاح ھی الاستدلال بالأمر الظاہر علی الامور الخفیة[۴] علم فراست کا ماہر چند لمحات میں ظاہری علامات کے مشاہدہ پر باطنی کیفیات تک رسائی حاصل کر لیتا ہے انسان چاہے اپنی گفتگو کی فصاحت و بلاغت اور زور بیان کے ذریعے جس انداز سے بھی اظہار مدعا کرے۔ اہل فراست اس کی حرکات وسکنات اور کیفیات کے ذریعے اصل حقائق جان لیتے ہیں۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں ھی الاستدلال بھیئة الإنسان و أشکالہ وألوانہ و أقوالہ علی اخلاقہ وفضائلہ ورذائلہ[۵] یہ استدلال انسان کی ہیئت، شکل، رنگ، بات چیت، اخلاق، خوبیوں اور خامیوں کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے لوگوں کے احوال و اخلاق کی معرفت کو جانچنے پرکھنے کے فن کو فراست کہا جاتا ہے۔

فراست کی اقسام: فراست کی دو اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ انسان اپنے دل میں آنیوالے خیال کی بناء پر اسے حاصل کرتا ہے جس کا سبب وہ نہیں جانتا یہ الہام کی قسم ہے وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

۲۔ تعلیم کے ذریعے یہ فن حاصل کرتا ہے یہ علم رنگوں اور اشکال کی معرفت اور طبعی افعال و

☆ گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، شرق پور۔

اخلاق کے گہرے مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے اس طرح سمجھنے اور جاننے والا آسمان فراست پر چمکنے والا کامل ستارہ ہے۔

شریعت میں فراست کا حکم: شریعت میں فراست کو شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فراست کی مدح وصراحت یوں بیان کرتا ہے۔

ان فی ذلک لآیات للمتوسمین (۶)

ترجمہ: ہر ایک عبرت حاصل کرنیوالے کیلئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ حجر میں حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان اور ضلالت وگمراہی میں ڈوبی اُمت پر عذابِ الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں غور وفکر کرنیوالوں، فیصلہ کرنیوالوں، مطیع وفرمانبردار بندوں، ماہر قیافہ شناسوں اور عبرت حاصل کرنیوالوں کیلئے کھلی اور واضح نشانیاں موجود ہیں جو کوئی شریعت الٰہی کی پابندی کرے گا اس کیلئے دنیا وآخرت میں انعام اور بہترین اجر ہے۔ اور جو کوئی اللہ کے نبی ﷺ کی نافرمانی کرے گا اس کا انجام دنیا وآخرت میں رسوائی وذلت اور تباہی وبربادی ہے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے اعمال اور نبیؑ کی نافرمانی کی بناء پر انہیں ذلت ناک انجام سے دوچار کیا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ سورج نکلنے کے وقت دل ہلا دینے والی اور جگر پاش پاش کر دینے والی چنگھاڑ کی آواز آئی اور ساتھ ہی قوم لوط کی بستیاں اُوپر کی جانب اُٹھیں جب آسمان کے قریب پہنچیں تو وہاں سے اُلٹ دی گئیں اور اُوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اُوپر ہو گیا آسمان سے ان پر پکی مٹی کے کنکر آلود پتھر برسے۔

جو انسان بھی بصیرت وبصارت سے کام لے، دیکھے، سنے، سوچے، سمجھے اس کیلئے ان بستیوں کی بربادی میں بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں متقی وپاکباز لوگ ذرا ذرا سی چیزوں سے عبرت ونصیحت حاصل کرتے ہیں غور سے ان واقعات کو دیکھتے ہیں وہ تامل اور غور وفکر کر کے تدبر کے ذریعے اپنی حالت سنوار لیتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مومن کی عقلمندی اور دُور بینی کا لحاظ رکھو وہ خدا کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے"(۷) نیز فرمایا "مومن اللہ کے نُور اور اللہ کی توفیق سے دیکھتا ہے" نبی ﷺ نے فرمایا: ان للہ عبادا یعرفون الناس بالتوسم(۸) "خدا کے بندے لوگوں کو ان کے نشانات سے پہچان لیتے ہیں"

قوم لوطؑ کی اپنے اعمال اور نبی ﷺ کی نافرمانی کی بناء پر دردناک چیخ اور پتھروں کے ذریعے ہلاکت میں غور وفکر کرنے والے، نتیجہ نکالنے والے، فیصلہ کرنے والے، عبرت حاصل کرنیوالے دلائل وعلامات کے ذریعے حق کا استنباط کرتے ہیں یہ علامات ایسے قرائن ہیں جن کا ادراک بغیر غور وفکر، معاملہ فہمی اور فراست کے ممکن نہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں - "المتوسمين هم المستدلون بالأمارات" یہ نشانیوں کے ذریعے استدلال کرنے والے ہیں۔(۹) ارشاد خداوندی ہے۔

ولو نشاء لارينكهم فلعرفتهم بسيمهم ولتعرفنهم في لحن القول والله يعلم اعمالكم(۱۰)

"اگر ہم چاہتے تو ان سب کو تجھے دکھا دیتے پس تو اُنہیں ان کے چہروں سے ہی پہچان لیتا اور یقیناً تو انہیں ان کی بات کے ڈھب سے ہی پہچان لے گا تمہارے سب کام اللہ کو معلوم ہیں"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منافقین کو ان کے چہروں سے ظاہر ہونیوالی علامات کے ذریعے نبی ﷺ پہچان لیں گے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر اس آیت کے بعد کوئی امر مخفی نہیں رہ گیا تھا آپ ﷺ منافقین کو ان کے چہروں سے پہچان لیتے تھے۔(۱۱) نبی ﷺ منافقین کو ان کی علامات کے ذریعے پہچان لیتے اور نشانیوں سے استنباط کرتے ہوئے ان کی منافقت کے سبب ان کے بارے میں حکم صادر فرماتے۔ یہ حقیقت تک رسائی میں مضبوط دلیل ہے۔

علامات، امارات، قرائن کے ذریعے فراست سے حکم لگانا نبی ﷺ سے ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ بات چیت کے انداز اور گفتگو کے ڈھنگ سے منافق اور جھوٹ بولنے والا پہچانا جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی پوشیدگی کو چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے پر اور اس کی زبان پر ظاہر کر دیتا ہے۔ اہل فراست چہرے کے تاثرات، گفتگو کے انداز اور الفاظ کی ادائیگی سے نتیجہ اخذ کر کے سچائی تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"صدقات کے مستحق صرف وہ غرباء ہیں جو راہِ اللہ میں روک دیئے گئے جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے - نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مال دار خیال کرتے ہیں تو ان کے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انہیں پہچان لے گا وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال

نہیں کرتے تم جو کچھ مال خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے"(۱۲)

اللہ تعالیٰ نے نبی محترم ﷺ کو ظاہر حال، امارات و علامات کے ذریعے روزی تلاش کرنیوالے فقراء کو پہچاننے کی معرفت عطا فرمائی ہے ایک صحیح حدیث میں ہے کہ صرف وہ مسکین نہیں جو در بدر جاتے ہیں کہیں سے ایک دو کھجوریں کہیں سے دو ایک لقمہ مل گئے بلکہ وہ بھی مسکین ہے جس کے پاس اتنا بھی نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائے اور اس نے اپنی حالت بھی ایسی نہیں بنائی جس سے ہر شخص اس کی ضرورت کا احساس کرے اور کچھ احسان کرے اور نہ وہ سوال کے عادی ہیں تو انہیں ان کی اس حالت سے جان لے گا جو صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتی۔ ان کی نشانیاں ان کے چہروں سے ظاہر ہو جاتی ہیں ان کے لب ولہجہ سے ان کی پہچان ہو جاتی ہے یہ لوگ کسی پر بوجھل نہیں ہیں کسی سے ڈھٹائی کے ساتھ سوال نہیں کرتے نہ اپنے پاس ہوتے ہوئے کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک دو کھجوریں یا ایک دو لقمے لے کر چلے جانے والے ہی مسکین نہیں بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہیں جو حاجت کے باوجود خودداری برتیں اور سوال سے بچیں۔(۱۳) اللہ تعالیٰ نے کائنات ارض وسماء کے عروج وزوال سے فراست کی بناء پر عبرت حاصل کرنے۔ قوموں کی تباہی کے علل واسباب حکمت کے ساتھ تجزیہ کرنے، چہرے کی کیفیات اور حرکات وسکنات کے ذریعے مسلمان اور منافق میں تمیز کرنے، اہل حاجت کی ان کی وضع قطع سے پہچان فراست کے ذریعے کرنے کے ساتھ ساتھ مومنوں کی پہچان کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں ہیں ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے ان کی یہی صفت تورات میں ہے۔(۱۴)

اللہ تعالیٰ نے چہرے پر سجدوں کے اثر کو ایمان کی نشانی بتلایا ہے مومن کی یہی نشانی ہونی چاہئے کہ وہ مومنوں سے خوش خلق اور متواضع رہے کفار پر سختی کرنیوالا اور کفر سے ناخوش رہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"آپس کی محبت اور نرم دلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے اگر کسی ایک عضو

میں درد ہو تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے کبھی بخار چڑھ آتا ہے کبھی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں "چہروں پر سجدوں کے اثر سے علامت ہونے سے مُراد اچھے اخلاق ہیں۔" مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خشوع اور تواضع ہے منصورؒ، مجاہدؒ سے کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ اس سے مراد نماز کا نشان ہے جو ماتھے پر پڑ جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تو ان کی پیشانیوں پر بھی ہوتا ہے جن کے دل فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ دل کا آئینہ چہرہ ہے جو دل میں ہوتا ہے اس کا اثر چہرے پر بھی ہوتا ہے جب مومن اپنے دل کو درست کر لیتا ہے اپنا باطن سنوار لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی لوگوں کی نگاہوں میں سنوار دیتا ہے مسند کی ایک حدیث میں ہے کہ نیک طریقہ، اچھا خلق اور میانہ روی نبوۃ کے پچیسویں حصہ میں سے ایک حصہ ہے۔ صحابہ کرامؓ کی نیتیں خالص تھیں اعمال اچھے تھے پس جس کی نگاہ ان کے چہروں پر پڑتی تھی اسے ان کی پاکبازی جچ جاتی تھی ان کے چال چلن اور ان کے اخلاق اور ان کے طریقہ کار پر خوش ہوتا تھا۔

امام مالکؒ کا فرمان ہے جن صحابہؓ نے ملک شام فتح کیا وہاں کے نصرانی جب ان صحابہؓ کے چہرے دیکھتے تو بے ساختہ پکار اُٹھتے خدا کی قسم یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے بہت بہتر و افضل ہیں درحقیقت ان کا یہ قول سچا ہے پہلی الہامی کتب میں اس اُمت کی فضیلت وعظمت موجود ہے اور اس اُمت کی صف اول رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ ہیں خود ان کا ذکر پہلی الہامی کتب اور پہلے واقعات میں موجود ہے پس فرمایا یہی مثال ان کی تورات میں ہے۔(۱۵)

فراست درحقیقت قاضی کی ذاتی صلاحیت ہوتی ہے جس کے سبب وہ اُمور کی حقیقت کی جانچ پرکھ اور معاملات کی تہہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہے قاضی اس خاص فہم کے ذریعے واقعات اور تصرفات کا جو اس کے سامنے پیش ہوتے ہیں نتیجہ اخذ کرتا ہے فراست کے اس درجے تک وہی قاضی پہنچتا ہے جو حاضر دماغ، متقی و پرہیزگار، وسعت نظر اور عقل سلیم رکھتا ہو۔ نشانیوں اور واقعات کے شواہد کو جاننے والا اور قرائن میں بصیرت کے ذریعے فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو۔ یہ صفات اہل فراست فقہاء کا چناؤ کرنے میں نص کا درجہ رکھتی ہیں تاکہ قاضی عدل قائم کرنے میں مقدمات کے فہم میں ملاحظہ کی مہارت اور اُمور کے باطنی و مخفی حقائق کو جاننے، پرکھنے اور درست انداز

میں لاگو کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو- جو حق و سچائی سے متصل ہوتی ہے- جب قاضی کے سامنے کوئی دعویٰ پیش ہو قرائن احوال اس کے کذب کی گواہی دیتے ہوں یہ قطعی ثابت ہو تو دعویٰ کی سماعت نہیں کی جائے گی بلکہ یہ مدعی کی طرف لوٹا دیا جائے گا اس لئے کہ اس میں دھوکا، فریب، کینہ اور جھوٹ ظاہر ہو گیا ہے-

امام ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ جب حاکم امارات، دلائل حال سے معرفت حق تک رسائی حاصل کرنیوالا نہ ہو تو وہ بہت سے حقوق ضائع کر دیتا ہے ایسے ماہر حکام اور قاضیوں کی کمی نہیں جو فراست و امارات کی بناء پر حقوق کا استخراج کرتے ہیں پس جب سچائی ظاہر ہو جائے تو اس کے خلاف متضاد شہادت اور اقرار کو قرائن پر مقدم نہیں ٹھہراتے-(۱۶)

فراست کے ذریعے امارات اور شواہد حال سے استدلال کیا جاتا ہے فراست، وسعت نظر، پاکیزگی فکر اور نتیجہ اخذ کرنے کی مہارت پر مبنی ہوتی ہے جو قرائن قضائیہ پر شرعی اعتبار کی سچی دلیل ہے فراست کے ذریعے معاملات قضائیہ میں حکم و عملِ عدل آسان ہو جاتا ہے فراست کے ذریعے معاملات کے مقدمات کے فیصلے کرنے کی راہ بہت سے قاضیوں نے اپنائی ہے انہوں نے قضاء میں فراست کے ذریعے مشکل ترین نتائج تک راہنمائی حاصل کی ہے-

نبی کریم ﷺ، خلفائے راشدین، مسلمان قاضیوں اور حکمرانوں نے فراست کی بناء پر درست فیصلے کئے ہیں جو اسلامی نظام عدل کیلئے مشعل راہ ہیں-

امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا ہمسایہ مجھے بہت تکلیف دیتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنے گھر کا سامان نکال کر راستے پر رکھ دو- اس نے جا کر ایسا ہی کیا- لوگ جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا معاملہ ہے اس شخص نے کہا میرا پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے لوگ کہنے لگے اے اللہ ایسے شخص پر لعنت کر- اے اللہ اسے نکال دے- یہ بات جب اس پڑوسی کو پہنچی تو اس نے باہر آ کر اپنے ہمسائے سے درخواست کی کہ وہ واپس اپنے گھر لوٹ چلے اور آئندہ اسے ایذا نہ دینے کی قسم کھائی-(۱۷)

مسند احمدؒ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی شخص کا نماز کی حالت میں وضو ٹوٹ جائے تو وہ نماز سے ہٹ جائے اور اگر با جماعت نماز میں ہو تو اپنی ناک پر

ہاتھ رکھ لے اور جماعت سے باہر آ جائے۔ (۱۸)

رسول اللہؐ سے ایک سائل نے پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں آپؐ نے فرمایا ہم پانی سے بنے ہیں۔ نبی کریمؐ جب کسی غزوہ کیلئے روانہ ہوتے تو اس کو چھپانے کیلئے یوں ظاہر فرماتے جیسے کچھ اور ارادہ ہے۔ سفر ہجرت میں جب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کوئی نبی کریمؐ کے متعلق سوال کرتا کہ یہ کون ہیں۔ آپؓ جواب دیتے یہ ایک راہنما ہیں جو مجھے راستہ دکھاتے ہیں۔ قصہ یوسفؑ کا فیصلہ بھی فراست کی بنیاد پر ہوا۔ نبی کریمؐ نے حیّ بن اخطب یہودی کے چچا سے تعذیب کے ذریعے اس مال کو ظاہر کرنے پر مجبور کیا جو اس نے کہیں چھپا رکھا تھا اور بیان دیا کہ مال خرچ ہو گیا آپ ﷺ نے فراست کی بنیاد پر فرمایا کہ مدت تھوڑی اور مال زیادہ ہے ختم کیسے ہو گیا چنانچہ حضرت زبیرؓ نے کھنڈرات سے مال برآمد کر لیا۔ (۱۹)

حضرت داؤد علیہ السلام کے دربار میں دو عورتیں ایک بچے کے بارے میں ابنیت کا دعویٰ لے کر پیش ہوئیں حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا کہ بچہ اس کو دیا جائے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا چھری لاؤ میں اس بچے کو کاٹ کر تم دونوں میں تقسیم کر دوں۔ اس پر بڑی عورت نے تو رضامندی کا اظہار کر دیا مگر چھوٹی بولی اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کریں یہ اس کا لڑکا ہے اُسے دے دیجئے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ (۲۰)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فراست کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بڑی عورت بچہ قتل کروا کر چھوٹی کو بھی اپنے جیسا محروم کرنا چاہتی ہے کیونکہ بچہ تو بڑی کا نہیں ہے اس لئے اُس نے بچے کے ٹکڑے کروانے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ جبکہ چھوٹی نے بجائے اس کے کہ بچہ قتل ہو اُسے بڑی عورت کو دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ کہ بچہ چاہے بڑی عورت کے پاس رہے زندہ تو رہے گا۔ اللہ نے ماں کے دل میں جو فطری شفقت ودیعت کی ہے اس کا تقاضا یہی تھا کہ اصلی ماں اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو کر بچے کی زندگی بچا لے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچہ چھوٹی عورت کے حوالے کر دیا۔

جنگ بدر میں عفراء کے دونوں بیٹے ابوجہل کا قاتل ہونے کے دعویدار تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی اپنی تلواروں سے خون صاف کر لیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنی اپنی تلواریں دکھاؤ جب آپ ﷺ نے دونوں کی تلواروں کا ملاحظہ کیا تو ایک

کی تلوار کے متعلق فرمایا کہ اس نے قتل کیا ہے اور ابو جہل سے حاصل شدہ اشیاء اس کے حوالے کر دیں۔ (۲۱)

حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت حاضر ہو کر کہنے لگی "میرا خاوند دنیا میں بہترین شخص ہے ساری رات عبادت کرتا ہے دن کو روزہ رکھتا ہے پھر وہ حیا کی وجہ سے آگے کچھ نہ کہہ سکی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تجھے جزائے خیر دے تو نے ہم سے بہت اچھی بات کہی ہے اس عورت کے جانے کے بعد کعب بن اسور نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اس عورت نے نہایت بلیغ پیرائے میں اپنے خاوند کی شکایت بیان کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کعب بن اسور کو اس معاملے کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے اس عورت کے خاوند سے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع (۲۲)

ترجمہ: پس جو عورت تمہیں اچھی لگیں ان میں سے دو دو تین تین یا چار چار کے ساتھ نکاح کر لو۔

اے اللہ، کے بندے تم تین دن روزہ رکھو اور چوتھے دن اپنی بیوی کے ہاں افطار کرو۔ اسی طرح تین راتیں افطار کرو اور چوتھی رات اپنی بیوی کے پاس بسر کرو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ پہلے طرز عمل سے زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے پھر حضرت عمرؓ نے کعب کو قاضی بنا کر بصرہ بھیجا جہاں انہوں نے فہم و فراست کی بناء پر عدالتی معاملات و مقدمات کے فیصلے کیے۔ (۲۳)

شعبیؒ روایت کرتے ہیں کہ قاضی شریح کے پاس میری موجودگی میں ایک عورت جس کا اپنے خاوند کے ساتھ جھگڑا رہتا تھا آئی اور آتے ہی زار و قطار رونا شروع کر دیا میں نے کہا اے ابوامیہ میں تو اس بے چاری کو بہت مظلوم سمجھتا ہوں قاضی شریح نے فرمایا اے شعبیؒ یوسفؑ کے بھائی بھی رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے تھے۔ قاضی ایاس بن معاویہؒ کے پاس چار عورتیں آئیں ایاس نے کہا اس میں سے ایک حاملہ، ایک دودھ پلانے والی، ایک شیبہ جبکہ ایک کنواری ہے۔ لوگوں نے تحقیق کی تو اسی طرح پایا انہوں نے قاضی ایاس سے دریافت کیا کہ آپ نے کیسے ان عورتوں کے بارے میں درست رائے قائم کی قاضی ایاس نے کہا کہ حاملہ عورت مجھ سے باتیں کرتے وقت بار بار اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھا رہی تھی میں نے پہچان لیا کہ یہ حاملہ ہے۔ دودھ پلانے والی بار بار اپنی چھاتیوں کو ٹٹول رہی تھی۔ شیبہ بات کرتے وقت میری انکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھی میں نے

پہچان لیا کہ یہ شیبہ ہے جبکہ کنواری کے بات کرتے وقت اس کی نظریں زمین پر گڑی ہوئی تھیں اس سے میں نے جان لیا کہ یہ کنواری ہے۔(۲۴)

نافع، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ تشریف فرما تھے انہوں نے ایک شخص کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر یہ شخص ستارہ شناسی نہ جانتا ہوتو میں عقلمند نہیں۔ اس آدمی کو بُلا کر اس کا احوال دریافت کیا گیا تو اس نے اقرار کرلیا۔ حضرت عثمانؓ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا آپؓ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص میرے پاس آتا ہے اور زنا اس کی آنکھوں سے جھلکتا دکھائی دیتا ہے اس شخص نے عرض کی کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے آپؓ نے فرمایا نہیں یہ تو فراست صادقہ ہے۔(۲۵)

یہ حضرت عثمانؓ کی فراست ہی ہے کہ جب آپؓ کو اپنے قتل ہونے کا یقین ہو گیا تو آپؓ قتال اور ذاتی مدافعت سے رُک گئے کہ کہیں مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی شروع نہ ہو جائے آپؓ نے مسلمانوں کی خانہ جنگی کے بغیر قتل ہو جانا پسند کیا۔ ایسی مثال حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بھی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی عراق کی طرف روانگی کے وقت الوداع کہتے ہوئے فرمایا میں قتل کے خوف سے آپؓ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں اس وقت امام حسین علیہ السلام کے پاس اہل عراق کی طرف سے لکھے گئے وعدوں بھرے خطوط تھے مگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی فراست اہل عراق کے خطوط سے زیادہ ٹھیک نکلی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ فراست والی صرف تین شخصیات ہیں۔

وقالت امراة فرعون قرت عين لی ولک لا تقتلوه عسى ان ينفعنا او نتخذه ولدا (۲۶)

اول: فرعون کی بیوی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا۔

ترجمہ: یہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو بہت ممکن ہے کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچے یا اسے ہم بیٹا بنالیں

دوم: حضرت یوسف علیہ السلام کے آقا نے اپنی بیوی سے کہا:

اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا۔(۲۷)

ترجمہ: اسے اچھی طرح رکھو بہت ممکن ہے کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچے یا اسے ہم بیٹا بنالیں۔

سوم: حضرت ابوبکر صدیق جنہوں نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلافت کا مستحق ٹھہرایا۔ حارث بن مرہ روایت کرتے ہیں کہ ایاس بن معاویہ نے ایک شخص کو غور سے دیکھ کر فرمایا کہ یہ غریب الوطن ہے واسط کا رہنے والا ہے اور پیشے کے لحاظ سے معلم ہے اور اپنے بھگوڑے غلام کو ڈھونڈ رہا ہے لوگوں نے معاملے کو اسی طرح پایا انہوں نے قاضی صاحب سے سوال کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوگیا قاضی ایاس نے کہا میں نے غور سے دیکھا کہ وہ چلتے ہوئے اِدھر اُدھر بہت دیکھتا تھا میں نے سمجھ لیا کہ غریب الوطن ہے میں نے اس کے کپڑوں پر سُرخ رنگ کی مٹی کے آثار دیکھے اور سُرخ مٹی واسط کی ہے میں نے جان لیا کہ واسط کا رہائشی ہے۔ جب بچوں کے قریب سے گزرتا تو انہیں سلام کرتا تھا اور بڑوں کے پاس سے گزرتا تو انہیں سلام نہ کہتا جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ معلم ہے پھر میں نے دیکھا کہ کسی اچھی ہیئت والے شخص کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کی طرف التفات نہیں کرتا تھا جب کسی بوسیدہ اور پرانے لباس والے شخص کے قریب سے گزرتا تو اس کو بڑے غور سے دیکھتا لہذا مجھے معلوم ہوگیا کہ اپنے بھگوڑے غلام کی تلاش میں ہے۔(۲۸)

تاریخ اسلام میں بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ مسلمان حکمرانوں اور قضاۃ نے فراست کے تحت مشکل ترین معاملات ومقدمات کا فیصلہ مبنی برعدل کیا اور عوام الناس کو انصاف مہیا کیا۔ موجودہ دور میں بھی جج اور مجسٹریٹ حضرات مقرر کرتے وقت ان کی تعلیمی قابلیت کے ساتھ معاملہ فہمی کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ تاکہ ریاست میں معاشرتی زندگی گزارتے ہوئے بے شمار محرومیوں کے حامل افراد کو کم از کم ممکن حد تک انصاف مہیا کیا جاسکے۔

مراجع ومصادر

۱۔ مرزا مقبول بیگ بدخشانی، اُردو لغت، اُردو سائنس بورڈ لاہور، ۱۹۸۸، ص ۲۷۹

۲۔ لوئیس معلوف، المنجد، دارالاشاعت کراچی، جولائی ۱۹۷۵، ص ۳۸۷

۳۔ مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، اُردو سائنس بورڈ لاہور، ۱۹۹۵، جلد سوم، ص ۳۲۸

۴۔ الدکتور مصطفیٰ، وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ، بیروت، ص ۵۵۳

۵۔ ایضاً

۶۔ القران الکریم: ۱۵:۷۵

۷۔ علامہ جلال الدین السیوطی، الفتح الکبیر فی ضم الزیادات الی الجامع الصغیر، جمع یوسف النبھانی،
القاھرہ، ۱۳۵۰ھ جلد ۱، ص ۳۶

۸۔ ایضاً، ص ۳۰۹

۹۔ امام قرطبیؒ، تفسیر قرطبی، بیروت، جلد ۱۰، ص ۴۳

۱۰۔ القران الکریم: ۴۷:۳۰

۱۱۔ تفسیر قرطبی، جلد ۱۶، ص ۲۵۲

۱۲۔ القرآن الکریم: ۲:۲۷۳

۱۳۔ تفسیر ابن کثیر، جلد اول، ص ۳۶۸

۱۴۔ القرآن الکریم: ۴۸:۲۹

۱۵۔ تفسیر ابن کثیر، جلد پنجم، ص ۱۷

۱۶۔ امام محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ،
بیروت، ۱۹۷۰ء ص ۱۰

۱۷۔ امام احمد بن حنبلؒ، مسند، بیروت، ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۵

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۸۰

۱۹۔ الطرق الحکمیه فی السیاسة الشرعیة، ص ۷

۲۰۔ ایضاً، ص ۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۶

۲۲۔ القرآن الکریم =۴:۳

۲۳۔ الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة، ص ۱۲

۲۴۔ علامہ محمود العرنوس، تاریخ القضاء فی الاسلام، القاہرہ، ۱۹۶۰ء، ص ۱۳۸

۲۵۔ احمد ابراہیم، العدل، بیروت، ۱۹۷۵ء، ص ۴۲

۲۶۔ القرآن الکریم: ۹:۲۸

۲۷۔ القرآن الکریم: ۲۱:۱۲

۲۸۔ الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة، ص ۳۵

☆☆☆☆☆☆